

زکوٰۃ کسے حق کون ہیں؟

کیا زکوٰۃ عملی و اشاعتی اداروں کو دی جاسکتی ہے؟
فی سبیل اللہ اور حدیث رسولؐ، ایک حدیث پر کلام

فی سبیل اللہ کا صحیح مفہوم کیا ہے؟

معترض کے تمام مزعموات یا دعوؤں کی اصل بنیاد ایک حدیث پر ہے، اور یہ حدیث اپنا جگہ پر بالکل صحیح ہے مگر اس سے جو مفہوم اخذ کیا گیا ہے وہ بالکل غلط اور مہمل ہے اور اس کا غلط استدلال کی بنیاد پر انہوں نے اپنے غاصد تظریات کی عمارت تعمیر کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور اس غلط منطق و استدلال کی بنا پر ان کے دعوؤں کی پوری عمارت نہ صرف زمین بوس ہو جاتی ہے بلکہ وہ خود ان ہی کے خلاف حجت بن جاتی ہے، جو بڑی سبق آموز اور عبرت انگیز حقیقت ہے۔ چنانچہ اس حدیث کو انہوں نے بڑے طعناً کے ساتھ اور فاحشاً نہ انداز میں اسی طرح پیش کیا ہے۔

• فی سبیل اللہ کا مصداق مستحق کرنے کے سلسلے میں ہمیں ایک حدیث نبویؐ سے پوری رہنمائی ملتی ہے۔ یہ حدیث زکاۃ کے بارے میں بھی وارد ہوئی ہے، اور نہ حدیث کی مستند کتابوں میں مذکور ہے تاہم یہ حدیث نے اسے صحیح قرار دیا ہے، حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

مَنْ كَانَ مِنْكُمْ فَقِيرًا فَلْيَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَإِنَّهُ يَرْزُقُهُ مِنْ حَيْثُ يَشَاءُ
اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ فِیْ حَاجَتِیْ وَفِیْ حَاجَةِ الْمَسْكِیْنِ

برہنہ

هَلْ سَبَّحْتَ اللّٰهَ ، اَذْمِشْكِيْنَ فَمُتَدِّقًا عَلَيْهِ مِثْعًا فَاَهْدَى
لِيَكُنِّي مِثْعًا ،

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو صدقہ مرنے والے کا مال سے لے کر مال کے بدلے میں صدقہ کا مال خریدتا، وہی مقررہ شخص (جس کا مال خدا میں چھوڑ دینا چاہتا ہے) کو صدقہ کا مال دیا گیا، اس مسکین نے اس میں سے کسی مالدار کو کچھ نہ دیا۔

یہ حدیث الفاظ کے معمولی فرق کے ساتھ سنو ابو داؤد، سنن ابن ماجہ، موطا امام مالک، مستدرک حاکم وغیرہ میں آئی ہے۔

ادھر کی حدیث، اس کا پورا ترجمہ اور بعد والا لارٹ خود معترضین کے مضمون سے لفظ بلفظ نقل کیا گیا ہے۔ مگر اس موقع پر معترضین نے "فَاَرْزَى سَبِيْلَ اللّٰهِ" کا ترجمہ کیا ہے، "یعنی وہ خدا میں چھوڑ دینا چاہتا ہے" وہ صحیح نہیں ہے، کیونکہ لفظ "عزودہ" اور "جہادہ" میں جو جو مناسبت کے نمایاں فرق ہے، لفظ "عزودہ" کے دو معنی آتے ہیں (۱) قصد و ارادہ کرنا، (۲) دشمن سے جنگ کرنے کے لئے نکلنا، جبکہ جہاد کے معنی میں اس سے زیادہ وسعت ہے اور وہ خاص کر قولی یا فعلی جہاد کا عامل ہے، اس موقع پر

۱۔ ابو داؤد ۲/ ۲۸۶-۲۸۷ مطبوعہ مجلس دمشق ابن ماجہ ۵۹۰ مطبوعہ بیروت، موطا امام مالک ۲۴۸/۱ مطبوعہ بیروت، مستدرک حاکم ۱/ ۴۰۶-۴۰۷ مطبوعہ بیروت، نیز ملاحظہ ہو مسند احمد ۳/ ۱۶۱ مطبوعہ بیروت، موطا امام محمد ص ۱۶۱، مطبوعہ بیروت امام حاکم نے اس حدیث کی تحریک مختصر طور پر کرتے ہوئے تصریح کی ہے کہ یہ حدیث شخصوں کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔

۲۔ ماہنامہ الفرقان، مکتبہ، بابت اپریل ۱۹۸۱ء، ص ۳۵

ہیں۔

اصل کی جگہ غفلت کرنا ہے کہ فی سبیل اللہ سے مراد جہاد ہے لہذا اللہ تعالیٰ نے
نظام غازی کے ترجمے میں ڈنڈی مار کر اسے جہاد کو لے دیا۔ ترجمہ دیا ہے۔ جب کہ
یہاں پر صحیح ترجمہ لڑنے والا ہو نا چاہئے تھا اس اعتبار سے یہ ترجمہ غلط ہے۔
پھر یہی نہیں اس حدیث کو بنیاد بنا کر انہوں نے یہاں تک کہتے گی
سارٹ کر ڈالی ہے کہ عام مفسرین نے آیت قرآنی (توبہ: ۳۰) پر بحث کرتے
ہوئے فی سبیل اللہ کے مفہوم کو متعین کرنے کے سلسلے میں اس حدیث کو بطور
سند پیش کیا ہے۔ جیسا کہ وہ تحریر کرتے ہیں۔

اس حدیث کو متعدد محدثین نے صحیح اور قابل احتجاج قرار دیا ہے۔ اس حدیث
میں فی سبیل اللہ کے ساتھ غازی کی تفسیر لگا کر زبان نبوت نے ساتویں معروف
فی سبیل اللہ کی مراد واضح کر دی، اسی لئے فی سبیل اللہ پر بحث کرتے ہوئے عموماً مفسرین
نے اس حدیث کو سند میں پیش کیا ہے۔ مثلاً

اس موقع پر سوال یہ نہیں ہے کہ یہ حدیث قابل حجت ہے یا نہیں؟ جبکہ اصل
سوال یہ ہے کہ اس حدیث سے جو مفہوم اخذ کر کے لوگوں کو مغالطہ دیا جا رہا ہے
وہ کہاں تک صحیح ہے؟ واضح رہے اور پر مذکور حاشیہ ص ۱۱ کے مطابق امام حاکم نے
اس حدیث کو بخاری و مسلم کی شرط کے مطابق صحیح قرار دیا ہے، لہذا اس کو غلط
قرار دے جانے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، مگر یہی وہ حدیث ہے جو واقعاً
معتزین کے گلے کی ہڈی بن گئی ہے کیونکہ انہوں نے اس حدیث کو صحیح اور قابل
استدلال قرار دے، انھوں نے ہی خلاف حجت قائم کر لی ہے، اس طرح وہ اپنے چہرہ
بالیں بری طرح پھنس گئے ہیں کیونکہ اس حدیث سے ان کا یہ دعویٰ پوری طرح باطل ہو جاتا ہے کہ ایک ایسا
شخص کسی بھی حالت میں زکوٰۃ کی رقم نہیں لے سکتا، جب کہ حدیث اللہ کے اس ناسد نظریہ کے خود کو تو میرہ
کر رہا ہے۔ گویا اس حدیث کو وہ اپنے ہی دعوے کی تردید میں پیش کر رہے ہیں (تفصیل آگے آرہی ہے)

موضوع معترض کا دعویٰ ہے کہ اس حدیث کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے
 سبیل اللہ کے ساتھ غازی کی قید کی گزیرا کے ساتھ ہی معروف و معروف
 ایت کے تفسیر کرتے ہوئے فی سبیل اللہ کی مراد واضح کر دی ہے۔ یہی جب
 رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتا دیا کہ فی سبیل اللہ سے کیا مراد ہے تو گناہ قرآن
 تفسیر کا قصد ہو گیا ہے۔ اب کوئی دوسرا مفہوم مراد دینا گویا گمراہی ہے اور
 اسے دین کی قرینہ ہوتی ہے۔ دیکھئے بارہی النظر میں یہ تمام دعوے بڑے واضح
 دل فریب معلوم ہوتے ہیں اور ایک عالمی سطحی علم رکھنے والا واقعی اس سے خوب
 جانتا ہے۔ مگر حقیقت یہ ایک پڑھ لکھنے والا اور تبلیغ سازی ہے۔ حدیث
 کے الفاظ کو بوجہ گمراہی کے معنی میں لیتے ہوئے یہ حدیث کے فانی افلاس
 احم کرتے کو بھی جی چاہتا ہے۔ کیونکہ اس حدیث کا وہ مفہوم و مدعا ایسا ہے جس کا کوئی
 اثر ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں چند مسائل ملاحظہ ہوں۔

بیٹ کا موضوع

۱۔ اس حدیث کا موضوع مصارفِ زکاۃ کا بیابان نہیں بلکہ اصل موضوع یہ ہے
 ایک غنی (مالدار) شخص زکاۃ کی رقم یا مال سے کن حالات میں مستفید ہو سکتا ہے؟
 اس کا جواب اس حدیث سے صرف اتنا ہی ثابت ہوتا ہے کہ ایک مالدار شخص
 کی ہونے کے باوجود زکاۃ کا حقدار بن سکتا ہے۔ مگر اس سے یہ ثابت کرنے کی
 شش کرنا کہ فی سبیل اللہ سے مراد ہی غزوہ یا حیا ہے اس حدیث کو ایک زائد
 دم پہناتا ہے، جس کی وہ ممکن نہیں ہو سکتی، اس کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے کوئی
 کہے فلاں شخص کے لئے آم کھانا پانچ شرائط کے ساتھ جاتو ہو سکتا ہے، اور
 اس سے ایک شرط یہ ہے کہ وہ بیمار ہو، تو اس سے یہ مطلب نکالنا کس منطقی کی
 سے جاتو ہو سکتا ہے کہ آم کھانے کے لئے ہر شخص کا بیمار ہونا ضروری ہے؟ ظاہر
 کہ یہ بات صرف اس شخص کی مخصوص طبیعت کا لحاظ کرتے ہوئے کی گئی ہے۔

تیز اس سے بہت بکات بھی غلط ہو گا کہ ہم کھانا پکھانے کے ہم معنی ہے نہ ہر
 ہے کہ پکار ہو گا ہم کھانے کے پکار کی صرف ایک شکل ہے، اس اعتبار سے زیادہ سے
 زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے۔ کہ غازی ہونا فی سبیل اللہ سے فائدہ اٹھانے کی صورت
 ایک شکل ہے۔ مگر اس کے برعکس فی سبیل اللہ سے مستفید ہونے کے لئے غازی
 بننے کی مشروط کو لازم قرار دینا ایک اٹا مفہوم ہے جو بالکل غلط اور بالکل ہے۔ کیونکہ اس
 قسم کے واحد اور لامذمی مفہوم کی صراحت یہاں پر موجود نہیں ہے، بلکہ یہ مفہوم فقہاء
 و اشرافا شکل رہا ہے، اور اس میں بہت بڑی حکمت نبوی نظر آ رہا ہے۔ تاکہ فی
 سبیل اللہ کے تحت دوسرے مصداق بھی داخل ہو سکیں۔

حدیث کا تعلق :-

۲۔ یہ حدیث معارف زکاۃ سے متعلق نہ ہونے کی ایک دوسری اہم دلیل
 ہے کہ اس میں جو پانچ باتیں مذکور ہیں ان میں سے دو کا تعلق معارف زکاۃ سے
 بالکل نہیں ہے۔ اور وہ یہ ہیں۔

(الف) اَوْ لِيَرْحِلَ اشْتَرَاهَا بِمَالِهِ :- اور اس شخص کے لئے جو
 نے زکاۃ کی چیز اپنے مال سے خریدی ہو، یعنی کوئی مالدار شخص اگر زکاۃ کی کوئی چیز
 جو کس غریب کو دی جا چکی ہو، اپنے مال کے عوض خرید لے تو اس چیز کا استحوا
 اس کے لئے حائز ہو جائے گا۔ کیونکہ اب وہ زکاۃ کی چیز نہیں رہی، بلکہ قیمتی خرید
 جانے کی وجہ سے اس کا حکم بدل گیا ہے۔

(ب) اَوْ لِيَرْحِلَ مَا كَانَ لَهُ جَاءَ مِنْ كَيْفٍ فَتَصَدَّقَ عَلَى الْيَتَامَى
 مَا هَذَا هَذَا الْمِنْكَيْنِ لِلْيَتَامَى :- یا کس مالدار شخص کا کوئی غریب و مسکین
 پڑوسی ہو جسے زکاۃ کی کوئی چیز پہنچی ہو اور وہ مسکین وہ چیز مالدار کو بطور ہدیہ دے

نقد یہ الفاظ الوداع کے ہیں۔ (د ۲ ص ۲۸۷ مطبوعہ محکم)

تو اس شخصیت سے بھی وہ چیز مالدار شخص کے لئے حلال ہو جائے گی۔ اگرچہ وہ اصل
ذکوۃ کی چیز نہ تھی، مگر وہ کسی غریب شخص کی ملکیت میں پہلے جانے کے بعد اس کا حکم
بدل گیا لہذا اب اگر وہ غریب شخص اس چیز کا مالک بن جائے کے بعد اسے
کسی اور شخص کو ہدیہ کر کے لکھوہ اسے شوق سے کھا سکتا ہے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم بھی اس طرح حکم بدل جائے کی وجہ سے صدقہ کا مال کھا یا کر سکتے تھے، اگرچہ صدقہ
آپ پر اسلئے حلال تھا، چنانچہ صحیح بخاری کی ایک حدیث ہے۔

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةٍ الْأَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنًى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ
شَيْءٌ ؟ فَقَالَتْ لَا ، إِلَّا شَيْءٌ بَعَثْتُ بِهِ ابْنَنَا نُسَيْبَةَ مِسْرَ
الْمَاءِ وَ الرَّبِي بَعَثْتُ بِهَا مِنَ الْعَصَدَةِ ، فَقَالَ إِنَّهَا قَدْ بَلَغَتْ
مَجْلَهَا ۔

ام عطیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ حضرت
عائشہؓ کے پاس آئے اور پوچھا کہ کیا تمہارے پاس رکھائے کی کوئی چیز ہے ؟
عائشہؓ نے کہا نہیں، مگر ہاں تھوڑا سا وہ گوشت موجود ہے جسے آپ نے ذکاة کی
بکری میں سے نسیبہ (ایک صحابیہ) کے پاس بھیجا تھا، اور وہی گوشت اس
نے ہمارے پاس بھیج دیا ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ تب تو وہ اپنے مقام کو پہنچ گیا۔
اس حدیث کے لئے امام بخاریؒ نے جو باب باندھا ہے اس کا عنوان ہے ۔

• بَابُ إِذَا تَخَوَّلَتِ الْمَسْكِيَّةُ • (یعنی صدقہ کا حکم بدل جانے کا بیان) اور شاہ
بخاریؒ علامہ بدر الدین عینی حنفیؒ (پ متوفی ۸۵۵ھ) تحریر کرتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے نسیبہ (صحابیہ) کے پاس صدقہ کی بکری کا کچھ گوشت بھیجا تھا،
جسے موصوفہؓ نے بطور ہدیہ حضرت عائشہؓ کے پاس بھیج دیا۔ چنانچہ وہ گوشت

نقلہ: صحیح بخاری ۴/۱۳۶، مطبوعہ استانبول، ترکی، ۱۹۷۹ء

اسکا طہرج بخاری و مسلم کی ایک اور حدیث کے مطابق برہنوں اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسری مرتبہ حضرت برہہؓ کو مدد دے گئے گوشت کو اپنے لئے جائز قرار دیا تھا، چنانچہ اس سلسلے میں مروی ہے ۔

عَسَى أَنْ يَمُنَ مِنْ اللَّهِ مَنَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آتَى
بِلَهُمْ تَصَدَّقُ بِهِ عَلَى بَرِيرَةَ فَقَالَ هُوَ عَلَيْهَا مَدَقَةٌ وَهُوَ
لَهَا هَدِيَّةٌ :

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایسا گوشت لایا گیا جو بریرہؓ کو صدقہ کیا گیا تھا۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ وہ بریرہ کے لئے تو صدقہ ہے مگر تمہارے لئے ہدیہ ہے۔ ۲۲

اس کی شرح میں علامہ عینی فرماتے ہیں کہ جب صدقہ لینے والا صدقہ کی چیز پر قیود کر لے تو صدقہ کا وصف بدل جایا ہے۔ اور وہ چیز مالدار شخص اور ہر شخص کے لئے جائز ہو جاتی ہے۔ حدیث مذکور کی شرح میں امام شوکانیؒ نے بھی تقریباً یہی بات لکھی ہے۔ حالانکہ دوسری طرف یہ حدیثیں بھی موجد ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صدقہ کا مال کھانا پینے کے لئے جائز نہیں سمجھتے تھے۔

إِنَّ الْمَدْفَنَةَ لَا قَوْلَ لَهَا

محمد حجة القادری شرح صحیح بخاری، ۹۱/۹، مطبوعہ لاہور، پاکستان

تاریخ: ۱۳۶۲/۲/۲۸

44/9 مرسدات

۱۲۷۔ برصغیر کے شمالی الاطراف اور شہر جی، ۱۲/۲/۴۴ء، مطبوعہ دارالافتاء، ریاض،

1942-1943

بسم اللہ

إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْكَ آيَةٌ مِّن رَّبِّكَ قُلْ أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ
فَقِيلَ مَن مِّنْكُمْ حَقِيرٌ قُلْ كُلٌّ عِندَ اللَّهِ بِمَنَاسِكَاتٍ يُعْطَىٰ
مَنْ يَشَاءُ مِنْكُمْ غَيْرِ مُضِرٍّ لَّكُمْ شَيْئًا وَلَا نَافِعٍ لَّكُمْ شَيْئًا

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کوئی کہنا لایا جاتا تو آپ دیر یا نہ
فرماتے کہ آیا یہ ہے یا صدق؟ اگر کہاجاتا کہ صدق ہے تو آپ مساپڑے فرماتے کہ کھلاؤ
خود نہ کھاتے، مگر جب یہ کہنا جاتا کہ یہ ہر ہے تو آپ ہاتھ بڑھاتے اور ان
کے ساتھ خود بھی تناول فرماتے۔

حاصل یہ کہ زکوٰۃ یا صدقہ کا مال کسی ہاشمی یا مالدار شخص کو براہ راست لینا
جائز نہیں ہے، لیکن اگر وہ بالواسطہ طور پر آجائے تو اس کی صفت زائل ہو جانے
کی وجہ سے وہ حلال ہو جائے گا۔ اور غالباً زکوٰۃ کے بارے میں شرعی حیلے کی
حاصل بھی یہی معلوم ہوتی ہے، کہ تمہیک کی شرط کو پورا کرنے کے لئے علمائے
اعانت کے نزدیک بطور صدقہ کسی غریب شخص کو زکوٰۃ کی رقم کا مالک بن کر کسی
بھی کار غیرہ میں استعمال جائز قرار دیا گیا ہے۔ اور اس قسم کے حیلوں سے جن
دروں میں زکوٰۃ کی رقم صرف کرنا مشرعا جائز نہیں ہے رعنائیت کی تدفین،
کسی عمارت یا مسجد کی تعمیر، مدرسوں کے استاذ کی تنخواہ اور بچوں اور سڑکوں
کی مرستی وغیرہ ان میں بھی یہ رقم خرچ کرنا جائز ہو جاتا ہے۔ اس موضوع پر تفصیل
بحث الگے مباحث میں آ رہی ہے جو بڑی دل چسپ ہے۔

بے جھڑ بات ۱۔

۱۳۔ اس حدیث میں پانچ چیزوں کا بیان ہے جب کہ اسی سلسلے کی بعض
دوسری حدیثوں میں صرف تین چیزوں کا بیان ہے (اس کی تفصیل آگے آرہی ہے)

الثاني منطق

اَبْرَمَنْ مَسَامٍ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بَعْدَ اللَّهِ وَجِهَهُ عَنْ تَارِ
سَعِيَيْنِ فَرُيْتًا،

کیا اس کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ یہاں پہنچی سبیل اللہ کے معنی ایک دن ۔۔
 روزہ رکھنے کے ہیں ؟ دیکھئے اگر : غازی سبیل اللہ کی رو سے مذکورہ بالا مفہوم
 نکالا جاسکتا ہے تو پھر یہاں یہی یہ مفہوم نکالا جاسکتا ہے ۔

۱۰۰۰ : صحیح بخاری کتاب الجہاد ۲/۲۱۳ - مطبوعہ استنبول -

4-124

۳۔ مَنِ احْبَبَ سَبِيْلَ قَوْمٍ فَقَدْ سَبَّ سَبِيْلَ اللّٰهِ اِيْمَانًا بِاللّٰهِ وَتَحْقِيقًا
بِوَعْدِهِ خِلَافَ شَخْبَةِ وَرِيْثَةِ وَرَدِ مَنَّةٍ وَ كِبَالَةِ قِيَمَتِهَا
كِبَالَةِ الْاِيْمَانَةِ۔ جس نے امت کی راہ میں ایک گھوڑا روکے رکھا تو اس
کی گھلائی پلائی، لید اور پیشاب سب اس کے میزانِ اعمال میں رکھے جائیں گے۔
کیا اس حدیث کی رو سے کہا جاسکتا ہے کہ فی سبیل اللہ کے معنی ہی اللہ کے
راہ میں گھوڑا وقف کرنے کے ہیں؟ اب اس مسئلے میں ایک اور حدیث ملاحظہ
فرمائیے جو معتزض کے فاسد نظریات کے خلاف ایک بردارِ دین کی حیثیت رکھتی ہے۔
اور ان کا بغیر کردہ شیش محلِ پوری طرح چکنا چور ہو جاتا ہے۔

٤٧- مَنْ أَى سَعِيدٍ أَن رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
لَا تَحِلُّ الْمَدْمَنَةُ بَيْنِي وَالْخُمْسَةَ، الْعَامِلُ عَلَيْهَا أَوْ غَارِمٌ
أَوْ مُشْتَرِيهَا، أَوْ مَامِلٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، أَوْ حَارِفٌ فَقِيرٌ
يَقْدُقُ رَأْسَهُ أَوْ أَهْلِي كَلَهُ.

حضرت ابو سعید رضی عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زکاۃ کا مال کسی مالدار شخص کے لئے صرف پانچ صورتوں میں ہوتا ہو سکتا ہے۔ (۱) جب کہ وہ زکاۃ وصول کرنے والا ہو۔ (۲) جب کہ وہ قرضدار ہو۔ (۳) جب کہ وہ زکاۃ کی چیز اپنے پیسوں کے خریدنے والا ہو۔ (۴) جب کہ وہ اللہ کے راہ میں کام کر رہا ہو۔ (۵) جب کہ اس کے کسی غریب پرچہ کو عہدہ دیا

10-12-55

۲۵۴ - انیت ۳ ۲۱۵

پہلی سیر

جائے اور وہ آتے بلور جے دے دے۔

ملاحظہ فرمائیے اس حدیث کا موضوع اور اس کے مباحث بالکل وہی ہیں جی
کو معترض نے اوپر والی حدیث میں ہمیش کیا ہے۔ اگر معترض کی پیش کردہ حدیث
کے مطابق فی سبیل اللہ سے غازی مراد ہے تو پھر حدیث ہذا کے مطابق فی سبیل اللہ سے
مراد وہی ہے جو ہونا چاہیے، تو کیا کوئی اس قسم کا مفہیم محال سمجھتا ہے؟ چنانچہ
اپنے اہل موقعوں پر فساد کی یہ مزب المثل صادق آتی ہے کہ میں کیا کارما ہوں
اور میرا حضور دیکھا گیا ہے؟

میں یہی سرکارِ حضورؐ میں چلی سراب!

نیز اس حدیث میں دوسری جہت یہ ہے کہ یہاں پر زبانِ جوت نے...
مقابل فی سبیل اللہ کی تفسیر کر کے معترض اور ان کے ہمنواؤں کے اس خاص
تکبر کو پورے طور پر دکھایا ہے کہ فی سبیل اللہ کی مد سے مستفید ہونے کے لئے...
غارت کا یا عجیب و غریب تصور کیا ہے۔ بلکہ بیانگ ڈھل اعلان کر دیا ہے کہ اس
راہ میں کام کرنے والا کوئی بھی کارکن اس سے مستفید ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے
یہاں پر "مال" کا مطلب ہے کوئی بھی عام کارکن یا انٹرنی راہ میں کام کرنے والا۔
دانش ہے کہ اس حدیث میں مالی کا لفظ دو جگہ لایا گیا ہے۔ تو پہلے موقع پر اس
سے مراد ہر کار کا وصول کرنے والا ہے (اصحالی علیہما) اور دوسرے موقع پر
اللہ کی راہ میں کام کرنے والا۔

بہرحال یہ حدیث فی سبیل اللہ سے "غیر جہاد" مراد ہونے پر ایک قطعی
مسلکت اور فیصلہ کن "نقص" کی حیثیت رکھتی ہے جس کے ملاحظہ سے تمام شکوک
و شبہات دور ہو جاتے ہیں اور اس سلسلے میں کئے جانے والے بے جا اعتراضات

ترجمہ: محمد رفیع، ۹۹/۴، مطبوعہ بیروت، ۱۴۱۹ء، محقق کتاب ڈاکٹر محمد مصطفیٰ اعظمی کی
تقریر کے مطابق یہ حدیث صحیح ہے، جو علامہ ناصر الدین البانی کا قول ہے۔

لا کھینے کی ہوجاتا ہے۔ اور علامہ ناصر الدین ابانی کی تقریر کے مطابق حدیث کا اسناد کے ساتھ مروی ہے۔

اندر حاشیہ ۱۔

۱۔ اصل بات یہ ہے کہ یہاں پر فی سبیل اللہ کے ساتھ غلط فہمی کی طرف متعزز من کے مذ میں پائی بھرا یا اور انہیں جلدی میں حدیث کے اصل موضوع کی طرف نظر ڈالنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی، گویا کہ "غازی سبیل اللہ" کو دیکھ کر نہ صرف اچھل پڑے بلکہ قرآن کی آیت "و تو بہ" کی کوئی بھی بات آگئی۔

واضح رہے کہ اس حدیث کو سمجھنے میں خود ڈاکٹر یوسف قرضاوی کو بھی مغالطہ ہو گیا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ متعزز من نے غالباً انہی کی کتاب سے یہ غلط فہمیاں اخذ کیا ہے۔ اور اس غلط فہمیاں کو اخذ کرنے میں علامہ ابن حزم (متوفی ۵۴۲ھ) نے بھی متعزز من کی کافی مدد کی ہے۔ جس کی ایک کتاب "المعزز من" سے ایک عبارت متعزز من نے اس سلسلے میں پیش کی جو غرض و غرض کے ساتھ نقل کی ہے۔ مگر مذکورہ بالا غلط فہمیاں کی رو سے اس قسم کے تائید میں ذرا بھی کام نہیں دے سکتیں۔ جو دوتے کو تنہا کے کامیاب کے بمقدار ہیں۔

بہر حال متعزز من اس بات میں بالکل دھوکا کھا گئے ہیں۔ اور یہ دواصل نتیجہ ہے کسی کی غلط تحقیق پر آنکھ بند کر کے ایمان لانے کا۔ اور اس اعتبار سے یہ بڑی عبرت کی بات ہے کہ متعزز من ایک طرف ڈاکٹر یوسف قرضاوی پر سخت تنقید بھی

۱۔ دیکھئے فقہ الزکاة، ۲/۲۵۷

۲۔ دیکھئے ماہنامہ الفرقان، ماہیت اگست ۱۹۸۸ء، ص ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴،

اپریل ۱۹۸۵ء

۲۱

اس کے بعد جیسا کہ اس کے بعض نمونے اگلے مباحث میں آرہے ہیں، مگر دوسری طرف یہ شعوری کے عالم میں نہ صرف ان کی تحقیق سے متاثر ہو جاتے ہیں بلکہ دعوایہ کو بڑی پختہ بھی جاتے ہیں۔ اور پختہ بھی تو اس طرح کہ اب انہیں اس دلیل سے باہر نکلنے کی کوئی سبیل ہی نہیں رہ جاتی۔

اس میں یہ سارا گورنر دہندہ مددگار بن کر آئے اور اہل علم و مسلم کو دور بھگانے کا نتیجہ ہے، جو اصلاً ان کا حق کے مترادف ہے۔ راقم سلوول نے اپنے کئی نئے ہیں مرنی مدارس کے طلبہ کے ساتھ ساتھ درسی و تعلیمی امور میں ان کی تشدد و شامت کرنے والے اہل علم و مسلم کو بھی بدامان زکاۃ کا حقدار قرار دیا تھا، اس میں ہی بر معترض بھڑک گئے اور قرآن و حدیث کے واضح حقائق چھپانے پر کمر بستہ ہو گئے کہ اب اگر اہل علم بھی زکاۃ کے حقدار بن گئے تو پھر مرد سول کی غیر نہیں ہو سکتی۔ کابھڑ ہے کہ جب اللہ کو اس کے رسول نے پوری فراخ دل سے اس کا اہل علم کا حق تسلیم کیا ہے، تو پھر کسی فرد یا فرقہ و فرقہ کے حق کا حق مارنے پر گمراہ کن فتوے صادر کرنے کا کوئی حق نہیں رہ جاتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شریعت کی تمام باتیں اہم کو بہ کم و کاست پہنچا دینے کا صراحتاً حکم دیا تھا۔

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ فِيكَ مِنْ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْكَافِرِينَ

اے رسول! تم میرے اب کو سب کچھ پہنچانا، نازل کیا گیا ہے اُسے (اللہ) نے، تم نہ چھوڑنا۔ اہل ایمان! تم نے ایسا نہیں کیا تو میں بھی تم کا حق ادا نہیں کیا۔

(سورۃ النساء: ۸۴)

(خاری)